

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

یہ خوف و ہراس کا تسلط کیوں ہے؟

مملکت عزیز پاکستان جس بے یقینی، بد امنی، فساد، ڈاکرزی، اغوا، خونریزی، حادثات، قدرتی آفات، سیلابوں اور ہلاکت نیز طوفانوں کے جن حالات سے دوچار ہے ان پر قرآن کریم کی بیان کردہ اس کیفیت کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے۔

ظَمَرْنَا لِنَفْسَادٍ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ مِمَّا كَسَبَتْ
أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورة الروم ۴۱)

فساد پھیل رہا ہے خشکی میں اور تری میں لوگوں کی اپنی
کرتوتوں سے اس غرض سے کہ اللہ پاک انہیں اپنے
بعض اعمال کا مزہ چکھا دے تاکہ وہ لوگ باز آجائیں۔

جن بد اعمالیوں کو قرآن کریم نے وجہ فساد بتایا ہے خود ان کا سبب کیا ہے؟ سورہ بقرہ کی آیات ۸ تا ۲۱ میں اسکی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ یعنی قرآن حکیم نے فِتْنَةً فُلُوْا بِهِنَّ مَرَّةً وَاحِدَةً سے نفاق اور منافقت کو ان کے دلوں کا روگ قرار دیا ہے۔ سورہ بقرہ کی ۸ تا ۲۱ آیات کے بغور مطالعہ کے بعد کسی بھی صاحب عقل و شعور کے لیے پاکستانی معاشرہ کی اصل صورتحال اور حقیقی تصویر کے سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔ جب اپنے ماحول و محلہ، قوم و وطن اور حکومت و رعایا کی اکثریت کا جائزہ لیا جائے تو یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایمان و یقین کے بڑے بڑے دعویدار اپنے روز و شب کی عملی زندگی میں اپنے ہی دعوؤں کی نفی کر رہے ہیں۔ آج بھی اتحاد کے داعیوں، عصبيت کا پرچم بلند کرنے والوں، قوم و زبان، رنگ و نسل، قبیلے، علاقے، شہر و دیہات اور برادریوں میں تقسیم کرنے والوں، یہود و ہندو کی سازشوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والوں کی طرف سے اُن کو اپنی تخریبی سرگرمیوں پر ٹوکنے والوں کو یہی جواب ملتا ہے کہ: اِنَّمَا عَتَيْنَا مَصْلِحَتَكُمْ، کہ ہم ہی اصلاح کرتے والے ہیں، تم کون ہوتے ہو، ہمیں پوچھنے والے یا ہماری صلاح و فلاح کی فکر کرنے والے؟ اور جب انہیں سچے اسلام، کھری سلفانی، قول و عمل میں مطابقت اور ترک منافقت کے دعوت دی جاتی ہے تو آج بھی وہ پلٹ کر اپنے رُغم و دشوری میں یہی کہتے ہیں کہ: اَنْتُمْ مِّنْ كَمَا اَمَنَ السَّفَهَاءُ کیا ہم بھی دوسرا دل کے بیوقوف مسلمانوں کی طرح ایمان لے آئیں؟

آج بھی ہماری نگاہیں دن رات یہ منظر دیکھ رہی ہیں کہ جیب بھی ایکشن ہوتا ہے، اپنے سے کسی بڑی طاقت سے مقابلہ ہوتا ہے، دینی قوتوں سے اتحاد کا معاملہ آتا ہے، اہل اسلام سے ووٹ کی ضرورت ہوتی ہے یا استحکام اقتدار کی

بات ہوتی ہے یا کسی تحریک اور حصول اقتدار کا ایجنٹیشن منظور ہوتا ہے تو یہ بھی اہل ایمان کے درمیان آجاتے ہیں اور زبان سے اللہ و رسول کا نام لیکر، مساجد میں مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھ کر، اسلامی منشور کا اعلان کر کے، نفاذ شریعت کے وعدے کر کے، ہاتھوں میں تسبیح ختم کر، سروں پر ٹوپیاں یا دوپٹے اوڑھ کر اور بعض اوقات نیارتوں اور مزاروں پر چادر پوشی اور عمرہ و حج کا اہتمام کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم تو بچے مسلمان ہیں۔

وَإِذْ أَقْبَلْنَا إِلَيْكَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا — اور جب علیحدگی میں اپنے سر پرست شیطانوں (پیش، گویا پوت، اوکلے، رشتہ جی، نجیب، سولارز اور رشتہ جی وغیرہ) سے ملتے ہیں تو انہیں اطمینان دلاتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں (سادہ لوح اہل ایمان) سے محض مذاق کرتے ہیں۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَوَعَدْنَا الْمُؤْمِنِينَ الْوَعْدَ الْحَقِّ

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَمْعِنُونَ ہ تم ہماری مذہب پرستی کے مظاہرے سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا، یہ تو ہماری مقامی "سیاسی" ضرورت ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ان لوگوں کو کتاب و سنت کی صورت میں ہدایت کی نعمت عطا کی گئی ہے لیکن یہ لوگ اس کے عوض اپنی خواہشات نفس سے مغلوب ہو کر گمراہی خرید رہے ہیں۔ ان کی مثال واقعی ایسی ہے کہ ان کے درمیان ایک شخص نے کتاب ہدایت کا نور پھیلا کر پورے ماحول کو منور کر دیا مگر ان کی سرکشی اور سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کا نور بصیرت سلب کر لیا۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يَبْصُرُونَ ہ ان کے ارد گرد قرآن حکیم کا نور پھیلا ہوا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا سراج منیر (چراغ) روشن ہے مگر آنکھیں اندھی ہیں اور وہ کفر و الحاد، مادیت پرستی، ہوس اقتدار، لادین سیاست، شہرت اور جاہ و منصب، سیکولرزم، مغربی تہذیب کی اباحت پسندی اور ہوا و ہوس کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ یہ بہرے ہیں کہ حق کی آواز ان کے کانوں میں داخل ہی نہیں ہو پاتی، یہ گونگے ہیں کہ کلمہ حق ان کی زبان سے ادا نہیں ہوتا، یہ اندھے ہیں کہ انہیں صراطِ مستقیم اور سوا السبیل سمجھائی نہیں دیتی۔ صَبْرًا بَلَّغْنَا عَنْكُم مَّا قَدْ بَلَغْنَا إِلَيْكُمْ فَلَوْلَا يَرْجِعُونَ ہ

آج ہمارے ملکی حالات، قومی سیاست، معاشی اہداف، معاشرتی اور پوری اجتماعی زندگی میں فتنہ و فساد، بد امنی و انتشار اور بگاڑ صرف ایک لفظ "منا فقت" سے پوری طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ نفاق، قول و عمل کے تضاد اور سیاسی و عملی منافقت کا انجام قرآن حکیم کی منہج بالا آیت ظَهَرَ الْفَسَادُ... الخ میں بحر و بحر کا فساد اور آخری نتیجہ "خوف کے زندگے" بتایا گیا ہے۔ موجودہ حالات تو بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں روزِ ازل سے بس یہی کیفیت رہی ہے۔ آج ملک کے چاروں صوبوں کے حالات پر نظر دوڑائیں، سندھ میں

میں ڈاکوؤں کا راج، قتل و غارتگری کا عروج پوری قوم کے لیے سوہاں روح بنا ہوا تھا کہ اب پنجاب اور سرحد میں بھی یہ سلسلہ چل نکلا ہے، شاید ہی کوئی ضلع اور گاؤں ایسا ہو جہاں خوف و ہراس کا تسلط نہ ہو۔

آج آپ چاروں صوبوں اور صوبوں کے تمام اضلاع و اطراف اور دروازہ دیہاتوں میں رہنے والے باشندوں کے دل ٹٹول کر دیکھیں، ان کے شہ و روز کا مطالعہ کریں، ان کی قلبی کیفیات سے آگاہ ہوں تو خود اندازہ لگ سکے گا کہ یہاں دہشت گردی، بدامنی اور خوف و ہراس کا کیسا شدید تسلط ہے۔

سندھ کے حوالے سے قومی پریس میں حکمرانوں، ڈاکوؤں اور پولیس افسروں کے انٹرویوز اور بیانات سامنے آگئے ہیں جس سے یہ حقیقت ایک بار پھر اجاگر ہو گئی ہے کہ اب پولیس ہمارے ہاں قیام امن کا ادارہ نہیں رہی ہے بلکہ اسے فساد انگیز ادارے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے حکومت کے ذمہ دار افراد کے علاوہ قومی سیاست کے ہیروؤں کا بھی اس میں بنیادی اور کلیدی کردار ہے۔ جو رہبر محافظ اور نگران ہے وہی ڈاکو، قاتل اور رہزن بھی ہے، پھر جب پولیس ظالم، راشی اور بدعنوان بھی ہو تو وہ قیام امن کا ادارہ نہیں رہتی بلکہ ظلم کی چکی کا کردار اختیار کر لیتی ہے۔ سندھ کے حوالے سے ملک کی تاریخ کی بدترین خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم ہے اور جس کا سلسلہ پوری شدت سے آگے بڑھ رہا ہے۔ حکومت کی صورتحال سے لاتعلقی اور سنگدلانہ بے نیازی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ تاہنوز مناسب تحقیقات کا کوئی اہتمام نہیں ہوا ہے، اگر کچھ اقدام ہوئے بھی ہیں تو بڑا چور نہیں بکڑا گیا تمام بڑی مچھلیوں کو بھاگ نکلنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے، بعض اوقات مجرم آزاد اور بے گناہ پکڑے جاتے ہیں۔ قیام امن کی ہر کوشش ناکام اور ہر اقدام مزید بدامنی کا سبب بن رہا ہے۔

گلی کوچوں کا عام آدمی ہو یا کوئی بڑا تاجر اور صنعتکار، خود پولیس کے اعلیٰ حکام ہوں یا عدالتوں میں بیٹھے ہوئے جج، سیاستدان ہوں یا قانون دان، علماء اور راہتھیان قوم ہوں یا صحافی اور رپورٹرز، چیف آف آرمی سٹاف کی وردی میں ملبوس سپہ سالار ہو یا ایوان صدر میں تشریف فرما صدر مملکت، صوبائی وزرائے اعلیٰ ہوں یا ملک کا وزیر اعظم، سب خوف کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور پھر خوف بھی ایسا کہ باہر والوں سے کم اور اندر والوں سے زیادہ! آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حقیقی سبب کی تلاش کیجئے تو بالآخر قرآن کریم کی بتائی ہوئی وہی خبیث اور دلوں کا روگ کہ جسے اللہ پاک نے ”فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ“ سے تعبیر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوشلی پالیسی، دو رخا سلوک اور عملی رویہ اور نفاق و منافقت قرار دیا ہے۔

آخر پورے ملک میں جب چھوٹے بڑے تمام قومی راہتھاؤں، سیاسی زعماء اور حکمرانوں کے طرز عمل قومی حالات

اور سیاسی معاملات میں اخلاقی اقدار پامال کیے جا رہے ہوں، ملک دشمنی کے رجحانات پر مجرمانہ چشم پوشی پر خود اپنے ضمیر کی ملامت بھی ختم ہو چکی ہو، کٹر اصول پسندی کی جگہ مصلحت کو نشی اور مہذبیت اور مصالحت کی روش کو ترجیح حاصل ہو، قطعی نصوص اور واضح اسلامی ہدایات کے باوصف مغرب کی سبکدوش سیاست پر دین کا ییل چڑھایا جا رہا ہو، قومی اتحاد اور یکجہتی پر اصرار کے باوجود افتراق و انتشار کی قوتوں کو فروغ اور تحفظ دیا جا رہا ہو، اسلام اور نظریہ پاکستان پر خوبصورت اور مقفی و مسیح تقاریر کے باوجود ان سب کی دھجیاں بکھیرنے والے افراد قومی ہیرو باور کرائے جاتے ہوں، تخریب کاری کی مسلسل اطلاعات، تخریب کاروں کے داخلے اور ڈاکوؤں کی منظم لوٹ مار سے گہری واقفیت کے باوصف ان کے مقامی سرپرستوں اور محافظوں کے ناموں کا انخفا اور رہبروں کی شکل میں رہزنی کرنے والوں کی مزید تقویت کی جاتی ہو۔۔۔۔۔ بھارت، روس، افغانستان، ایران، اسرائیل اور امریکہ سے بعض سیاسی رہنماؤں اور جماعتوں کے رابطوں کی تحقیق اور دستاویزی شہادتوں کے انبار، نگران سب پر کاروائی کا فقدان اور سردخانہ میں ان کی تدفین ہی کو اصل فریضہ منصبی سمجھا جاتا ہو۔۔۔۔۔ ملک دشمنی کے واضح اور قطعی ثبوت ہتیا ہونے کے باوجود ملک دشمن شخصیتوں اور ملکی سالمیت و نظریاتی اساس سے باغی جماعتوں کا حق سیاست اور حق حاکمیت محفوظ بنایا جاتا ہو، سیاسی زعماء کا ہر تقریر اور ہر بیان میں یہ امر کہ فوج کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے کیونکہ وہ ہمارا اسلحہ بازو ہے، اسلحہ کا سیاست میں کیا کام؟ مگر عمل گاہر سیاسی جماعت کی اپنی پرائیویٹ آرمی ہے، کلائٹکوف سے لیکر راکٹ لانچر اور میزائل تک سب ہتھیار موجود ہیں، بیرونی تربیت یافتہ تخریب کاروں کی فوج ظفر موج اس پرستزاد ہے۔

اور اب تو پورے ملک میں یہ نقشہ بن چکا ہے کہ دل و دماغ کو مسخر کرنے والے استدلال، حقانیت اور صداقت پر مبنی اصولوں، ٹھوس واضح اور قومی خدمت کے بے غبار لائحہ عمل کے بجائے جسم کو یک لمحہ جھلپنی کرنے والے اسلحہ سے کام لے کر اپنے کام کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

یہی حال سرکاری محکموں، مختلف نجی شعبوں اور قومی اداروں کا ہے۔ ہر ایک پر خوف کا تسلط اور خود نظم و ضبط سیاست اور محافظین امن سے تحفظ کی توقع رکھنے والے عوام پر عالم بیچارگی و کمپرسی طاری ہے اور مستقبل کے بارے میں خوف اور اندیشے اپنا سایہ بڑھا رہے ہیں۔ غرض نفاق اور تضادات کا ایک سیلاب ہے جس نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

جب ریاست کی وہ مشینری جس کی ہیبت سے مجرموں کا پتہ پانی ہوا کرتا تھا خود مجرموں کے سامنے لڑہ برانداز نظر آنے لگے، مجرموں کا ٹوٹا ہوا مال ریاست کے وسائل کو شکست دینے، ان کا جدید ترین اسلحہ اور ان کے تخریب کار گروہ

کی تربیت و تنظیم محافظان عوام کی تربیت و تنظیم پر غالب آجانے کی صورت اختیار کر لے تو معاشرہ میں کیا اعلیٰ کیا ادنیٰ سب کی میراث خوف و ہراس کے سوا اور کیا ہوگی؟ — اس کا علاج، اس کا ازالہ اور اس قدر پیچیدہ اور بظاہر گنجلک مسئلے کا حل صرف ایک ہی ہے کہ اپنے رب سے رجوع کیا جائے جس نے کامیابی کی ایک شرط رکھی ہے اور اس شرط کی تکمیل پر ہی پروردگار عالم نے فوز و فلاح اور قطعی کامیابی کی ضمانت اور بشارت دی ہے۔

اور ہم تمہاری آزمائش کر کے رہیں گے کچھ خوف اور ڈھوک سے اور مال اور جان اور بچوں کے کچھ نقصان سے اور آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (وہ لوگ) کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف واپس مرنے والے ہیں یہ لوگ وہ ہیں کہ ان پر نوازشیں ہونگی ان کے پروردگار کی طرف سے اور رحمت بھی اور یہی لوگ راہِ باب ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۚ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ

(البقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اس وقت اپنی انفرادی اور اجتماعی بد اعمالیوں، قومی خیانتوں، دینِ اسلام سے بغاوتوں، قرآن و سنت کے قطعی احکام سے استہزاء اور اس پر مجربانہ سکوت کی غفلتوں، حکمرانوں کی منافقت اور قومی راہنماؤں کی لادین سیاست کے سیاہ کر تو توں اور عام افراد کی غفلت کیشیوں اور اپنے ہاتھوں کی عاصیائیاں سے پوری قوم خوف و خطر، فسادات و بد امنی، قتل و غوریزی، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار، قدرتی آفات، پے بہ پے سیلابوں، نگہانی طاؤنوں، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھٹانے کے اندیشوں میں مبتلا ہے اور بیرونی آقا یاں ولی نعمت و غنوار سرپرستوں کی بھرپور مدد و حمایت سے داخلی تحریکی قوتوں نے بد امنی، دہشت و بربریت اور خوف و ہراس کے تسلط کو کٹی گنا بڑھا دیا ہے اور عوام و خواص سب کو اسی میں جکڑ لیا ہے۔ قوم کے زیرِ افراد اربابِ علم و بصیرت خوف کی فضا طاری کرنے، ڈاکوؤں، لٹیروں، قاتلوں اور دہزنوں کی سرپرستی کر کے ہر لمحہ ڈرانے و ہمکانے اور خطرناک انقلاب کے ناپاک عزائم رکھنے والی قوتوں سے ناواقف نہیں ہیں جنہوں نے سیاست، اجتماعیت اور قوم و ملت کی پرسکون زندگی میں خوف و ہراس کی نفی کو بڑی چابکدستی سے استعمال کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ قوم کا، قومی راہنماؤں کا، اربابِ حکومت و سیاست کا اور دینی و مذہبی قیاد کا اہل امتحان یہی ہے کہ وہ اس خوف و ہراس و دہشت و بربریت، فتنہ و فساد اور بد امنی و الحاد کی دیوار کو گرانے کیلئے ٹھوس اقدام یا مخصوص منافقت ترک کر کے قول و عمل کی یکیت کا مظاہرہ کرتے ہیں یا پھر اس سے ہم ہم کہ خود بھی دم توڑ بیٹھتے ہیں اور پوری قوم کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ فی الحال پوری ملکی قیادت اس خوف و ہراس کی شدید گرفت میں ہے۔ ہماری دعا ہے اور عملی معاونت کے لیے ہر ممکن اقدام میں بھرپور تعاون کی پیشکش بھی! خدا تعالیٰ ہمت دے کہ وہ پوری قوم کو اس اذیت سے نجات دلا سکے۔ (آمین)

عبدالقیوم حقانی